تعمیر شخصیت اور اصلاح قلب کا باہمی ربط (سیرت نبوی کی روشنی میں)

Correlation of Character Building and Heart Reform (In the light of Seerah)

Sajjad Hussain
Lecturer Islamic studies, Bahria University Islamabad:
phdicp@gmail.com

Dr.Abdul Hamid
Lecturer Islamic studies, Bahria University Islamabad:
chishti1960@yahoo.com

Abstract:

Among the main objectives of the mission of the Holy Prophet (ﷺ), the subjects that have priority are character building, purifying the heart, and teaching humanity through Qur'an and Sunnah. If the purpose of education and learning is determined only to obtain grades, then man loses the true spirit and benefits of knowledge. The Holy Prophet had such a group of *Nufūs-i Qudsīyyah* who only got education from Holy Prophet (SAW) and gave the coin of their leadership over time. Moreover, they became a symbol of success forever based on purification of their hearts without any degree and certification. Analystical method is employed to get results of this research which are linked with the Prophet's biography. Holy Prophet (ﷺ) called the reformation of the heart as the central point in character building, that if the heart becomes dull, the whole human body becomes dull. Therefore, the heart is the palace of intellect and knowledge. Today, in our educational institutions, along with general education, reformation of the heart and personality development are neglected which has made education harmful and useless. So, there is a need to expose the students to the true prophetic education that builds nations and nurtures people so that education becomes purposeful and institutions become the cradle of morals and actions. This research may fulfil the required and mentioned objevtive and need.

Keywords: Personality Development, Education, Reformation, Heart, Character Building.

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں جن اُمور کو اولیت حاصل ہے وہ قرآنی تعلیمات اور تزکیہ کے ذریعے تعمیر شخصیت، اصلاح قلب اور درس انسانیت ہیں۔ تعلیم و تعلم کا مقصد اگر محض ڈگری اور گریڈ کا حصول ہی متعین کر لیا جائے تو انسان علم کی حقیقی روح اور دُور رس فوائد سے محروم ہو جاتا ہے۔ رسول کریم

ﷺ کے پاس نفوس قدسیہ کی ایک ایسی جماعت تھی جنہوں نے فقط آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں تعلیم پاکر زمانے پر اپنی قیادت وسیادت کا سکہ منوایا۔ ان کے پاس بظاہر کوئی تعلیمی سند نہ تھی لیکن اصلاح قلب و نفس ان کی زندگی کا مقصد ٹھہر گئے جس بنیاد پر وہ ہمیشہ کے لئے کامیابی کا نشان بن گئے۔ رسول کریم ﷺ نے تعمیر شخصیت میں اصلاح قلب کو مرکزی نقطہ قرار دیا کہ اگر دل سنور جائے تو تمام بدن انسانی سنور جاتا ہے۔ دل عقل اور معرفت کا محل ہے لہذا شیطان اِسی پر وار کرتا ہے اور سینہ میں حملہ آور ہوتا ہے جو کہ دل کا قلعہ ہے وہ جیسے ہی کوئی رستہ پاتا ہے اپنے لاؤلشکر کے ساتھ وہاں اُتر جاتا ہے اور وہاں پریشانیاں، غم اور لالچ وحرص اور بداخلاقی وبے راہ روی کے بیج بو دیتا ہے۔ لہذا اگر دشمن کو ابتداء ہی میں روک دیا جائے تو امن وسکون اور شرح صدر کے ساتھ ساتھ اطاعت اور اعلی اخلاق کا حصول بھی آسان ہو جاتا ہے۔ آج ہمارے تعلیمی اداروں میں عمومی تعلیم کے ساتھ اصلاح قلب اور تعمیر شخصیت کے نبوی اصولوں سے صرف نظر کیا جارہا ہے جس سے تعلیم بے سود ہو کر رہ گئی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ طلبہ کو اُس حقیقی نبوی تعلیم سے روشناس کرایا جائے جس سے قومیں بنتی ہیں اور انسان سنورتے ہیں تاکہ تعلیم بامقصد ہو جائے اور ادارے اخلاق وعمل کا گہوارہ بن جائیں۔ یہ مقالہ اس ضرورت کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا گیا ہے اور سیرت نبوی کے اصولوں سے تجزیاتی انداز واسلوب کے تحت نتائج حاصل کیے گئے ہیں۔

دل کی حقیقت اور تعریف

دل تمام اعضاء کا سردار اور انسان کی رفعت وعظمت کا راز ہے۔ اسے کلام الہی سمجھنے کا ذریعہ اور شخصیت کے سنوارنے کا آلہ کہا جاسکتا ہے۔ یہ دل ہی ہے جو حزن وملال اور نفرتوں کو ختم کر سکتا ہے، دل ہی انوار وتجلیات الہیہ کا مرکز بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دل کی زندگی انسانی شخصیت وکردار کی زندگی ہے اور دل کی موت کردار وشخصیت کی موت ہے۔ رسول کریم ﷺ نے دل کو جسمانی اعضاء میں سردار اور رئیس قرار دیا ہے، چنانچہ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"أَلَا وَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ، أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ".[1]

---

[1] :البخاري، امام محمد بن اسماعیل، **صحیح بخاری**(ریاض: دارالسلام)، کتاب الإیمان، باب فضل من استبرأ لدینہ، حدیث نمبر:52۔
Al-Bukhari, Imam Muhammad Bin ismail, Sahi Al-Bukhari, Riyadh, Dar ul Salam, Kitab-ul-eman, Hadith No.52

خبر دار بلا شبہ جسم کے اندر ایک لوتھڑا ہے جب وہ سنور جائے تو سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے یاد رکھو وہ دل ہے"۔

دل اللہ رب العزت کی معرفت کا محل اور اس ذات بے ہمتا کے نور ازلی کے جلووں کا مستقر اور عرش ہے چنانچہ امام ابن قیم فرماتے ہیں:"خلَق اللهُ القلبَ وجعَله محلًّا لمعرفته وإرادته، فهو "عرش المَثَل الأعلى الذي هو معرفتُه ومَحبَّته وإرادته"[2]

اللہ تعالی نے دل کو پیدا فرمایا اور اسے اپنی معرفت اور ارادہ کا محل بنادیا، پس دل اس مثل اعلیٰ یعنی معرفت الٰہی اور اس کی محبت وارادہ کے لئے عرش ہے۔

بنابریں یہ سمجھنا قطعا مشکل نہیں کہ دل کی پاکیزگی اور اصلاح کے بغیر معرفت الٰہی کا حصول شخصیت سازی ناممکن ہے۔

دل کی قسمیں

رسول کریم ﷺ نے دل کی حقیقت و حالت کے اعتبار سے اس کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ جو تقریباً انسان کے روز مرہ اعمال کے تمام احوال کی عکاسی کرتی ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"القلوب أربعة: قلب أجرد فيه مثل السراج يزهر، وقلب أغلف مربوط على غلافه، وقلب منكوس، وقلب مصفح. فأما القلب الأجرد فقلب المؤمن سراجه فيه نوره، وأما القلب الأغلف فقلب الكافر، وأما القلب المنكوس فقلب المنافق عرف ثم أنكر، وأما القلب المصفح فقلب فيه إيمان ونفاق، ومثل الإيمان فيه كمثل البقلة يمدها الماء الطيب، ومثل النفاق فيه كمثل القرحة يمدها الدم والقيح، فأي المدتين غلبت على الأخرى غلبت عليه"[3]

مکمل طور پر خالی دل جو چراغ کی طرح چمکتا ہے۔ اور غلاف میں ڈھانپا ہوا دل، اور قلب منکوس، اور قلب مصفح، مومن کا دل اس کا چراغ ہے اس میں اس کا نور ہوتا ہے، اور ڈھانپا ہوا دل کافر کا دل ہے، اور قلب منکوس منافق کا دل ہے جس

---

[2] :ابن قیم، امام شمس الدین، محمد بن ابی بکر الجوزیہ، **الفوائد** (بیروت: دار الکتب العلمیہ)، ص57۔
Ibn-e-Qayam, Imam shamsuddin, Muhammad bin Abi Bakr, **Al-fawaid**, Beirut, P.52

[3] :امام احمد بن حنبل، **مسند احمد** (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، حدیث نمبر:11129۔
Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad, Beirut, Muasasa Al-Risalah, Hadith No.11129

نے جاننے کے بعد انکار کر دیا، اور قلب مصفح، جس میں ایمان اور نفاق دونوں جاگزیں ہوں، اس میں ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سبزی جسے پاکیزہ پانی بڑھاتا ہے اور نفاق کی مثال ایسے ہے جیسے زخم ہو جسے خون اور پیپ بڑھاتے ہیں۔ دونوں میں جو زیادہ غالب وہ دل پر غالب آجاتی ہے۔

یہاں یہ بات واضح ہوتی ہے دل کی کیفیات مختلف ہوتی ہیں، اس کی ان کیفیات کے لحاظ سے ہی انسانی فکر و سوچ کے زاویے متعین ہوتے ہیں اس کے ایمان یا عدم ایمان کی تفریق سمجھی جاسکتی ہے۔ اگر دل کی کیفیات مثبت ہو ں گی تو پاکیزہ سوچ پروان چڑھے گی اور انسان معرفت حق کی تمام منازل بآسانی طے کر لے گا لیکن اگر دل غلافوں میں لپٹ گیا اور اس کے سوچنے سمجھنے کی کیفیات منفی ہو گئیں تو کبھی بھی پاکیزہ سوچ پروان نہیں چڑھ سکے گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ انسان ظلمت کفر کی طرف سفر شروع کر دے گا اور دائمی ہلاکت مول لے لے گا۔

دل کی بدلتی حالتیں ہیں

دل کی ان اقسام کو سمجھنے کے بعد یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ انسان کا دل کبھی بھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتا۔ اس کی اس بدلتی حالت کی وجہ سے ہی اسے قلب کہا جاتا ہے۔ دل کو قلب کیوں کہتے ہیں اس کا سبب خود سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں موجود ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إنما سمي القلب من تقلبه إنما مثل القلب كمثل ريشة معلقة في أصل شجرة تقلبها الريح ظهراً لبطن"۔[4]

دل کو قلب اس کے مسلسل بدلنے کی وجہ سے کہتے ہیں، دل کی مثال اس پَر کی سی ہے جو درخت کی جڑ میں لٹکا پڑا ہو اور تیز ہوا اسے اُلٹ پلٹ رہی ہو۔

دل ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا رسول کریم ﷺ کی زبان اطہر سے اس کی تصریح ان الفاظ میں ملتی ہے جو آپ نے حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ کے سوال پر کی تھی۔ جب انہیں اپنی ذات پر نفاق کا خدشہ ہوا انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنا احوال بیان کیا چنانچہ وہ دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اپنی کیفیت کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" لو تدُومون عَلَى الْحَال الَّتِي تقومُون بِهَا مِن عندِي، لصافحَتْكم الْمَلَائكَة فِي مَجَالسكُم وفِي طُرُقكُم وعَلَى فُرشكُم، ولَكن يا حنْظلة، ساعة وساعة" [5]

---

[4] :مسند احمد، حدیث نمبر:19757

Musnad Ahmad, Hadith No. 19757

کہ اگر تم اسی پر قائم رہو جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے تمہاری مجلسوں، تمہارے رستوں اور تمہارے بستروں میں تمہارے ساتھ مصافحہ کرتے۔ لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہوتی ہے۔

یہ حدیث طیبہ اس بات کی بہترین اور عمدہ دلیل ہے کہ انسان ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا اس کی روحانی کیفیات بدلتی رہتی ہیں۔ امام رازی لکھتے ہیں:

"اعْلَمْ أَنَّ مَعْدِنَ النُّورِ هُوَ الْقَلْبُ وَاشْتِغَالُ الْإِنْسَانِ بِالزَّوْجَةِ وَالْوَلَدِ وَالرَّغْبَةُ فِي مُصَاحَبَةِ النَّاسِ وَالْخَوْفُ مِنَ الْأَعْدَاءِ هُوَ الْحِجَابُ الْمَانِعُ مِنْ وُصُولِ نُورِ شَمْسِ الْقَلْبِ إِلَى فَضَاءِ الصَّدْرِ"

یاد رکھیے کہ معدن نور فقط دل ہے لہذا انسان جب بیوی بچوں کے ساتھ مصروف ہو جاتا ہے، لوگوں کے ساتھ میل ملاپ کا خواہش مند رہتا ہے اور دشمنوں سے خائف رہنے لگتا ہے تو یہ سب کچھ دل کے سورج کے نور اور سینہ کی فضاء کے درمیان بطور حجاب حائل ہو جاتا ہے۔

امام رازی کی اس تفصیلی رائے سے یہ امر واضح ہوا کہ جو خدشہ حضرت حنظلہ اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو لاحق ہوا وہ دراصل نفاق نہیں بلکہ حجاب اور آڑ ہے جو انسان کے لئے مقصد حیات کے حصول میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں۔ اور اسے حقیقی منزل سے کوسوں دور لے جاتے ہیں۔ لہذا جس طرح ان پاکیزہ فطرت حضرات کو احساس ہوا اور انہوں نے بارگاہ رسالت مآب میں اس بارے استفسار کر لیا، آج کے نوجوان، طالب علم کو اس سے کئی درجے زیادہ اس امر کی ضرورت ہے کہ وہ آگاہ رہے اور گرد و پیش سے حملہ آور ہونے والے روحانی خطرات سے نبرد آزما ہونے کے لئے ہمیشہ مسلح و مستعد رہے۔ کیونکہ دل پر انقلابی کیفیات طاری رہتی ہیں۔

حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے آپ نے فرمایا:

" لَقلب ابن آدمَ أشدُّ انقلابًا من القِدر إذا اجتمَعت غَلْيًا"[6]

ابن آدم کا دل ابلتی ہانڈی سے بھی زیادہ جلدی کروٹ بدلتا ہے۔

---

[5]: مسلم، امام مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم (ریاض: دارالسلام)، حدیث نمبر: ۲۷۵۰۔

Muslim, Imam Muslim bin Hajjaj Nishpuri, Sahi Muslim, ,Ryad, Darul-Salam, Hadith No.2750

[6]: ابو نعیم، امام احمد بن عبد اللہ، حلیۃ الاولیاء (بیروت: دارالفکر)، حدیث نمبر: 588۔

Imam Abu Nuaim Ahmad bin Abdullah, Hilya Tul Awliya, Beirut, Dar-ul- fikr, Hadith No.588

یہ حدیث پاک واضح طور پر یہ تعلیم دے رہی ہے کہ دل پر ہر لمحہ نظر رکھنی چاہیے تاکہ انسان گناہ میں گرنے اور شیطان کی چال میں پھنسنے سے بچ سکے۔ کیونکہ ہانڈی کو ابلنا انسانی نبض کی طرح تیز رفتا ہے اور اگر دل بھی اسی رفتار سے بدلتا ہے تو یہ اس امر کی طرف غمازی کرتا ہے کہ انسان اپنی ایک ایک سانس کی حفاظت کرے، ایک ایک دھڑکن پر نگاہ رکھے کہ کہیں کسی لمحے گمراہ نہ ہو جائے۔ ایک فرمان نبوی میں دل کی اس بے بسی اور تیز رفتاری کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الرِّيشَةِ تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ بِفَلَاةٍ" [7]

دل کی مثال اس پَر کی سی ہے جسے ہوائیں میدان میں ادھر اُدھر اُڑاتی پھرتی ہیں۔

اس حدیث طیبہ میں دل کی لطافت اور آسانی سے بدل جانے کی دلیل موجود ہے۔ جیسے پر کو ہوا آسانی سے ادھر اُدھر الٹ پلٹ سکتی ہے اسی طرح ظاہری و مخفی محرکات اپنی شدت کی بنیاد پر دل کی کیفیات کو بھی بآسانی بدل سکتے ہیں۔ اور اس کی لطافتوں کو پراگندہ کر سکتی ہیں۔

دل پر طاری ہونے والی بیماریاں اور ان کا علاج

جیسا کہ حدیث نبوی میں دل کی اصلاح کو پورے جسم کی اصلاح قرار دیا گیا ہے اسی طرح دل کے بگاڑ و فساد کو پورے جسم کا بگاڑ قرار دیا گیا ہے۔ اب ہمارے لئے یہ جاننا لازم ہے کہ ایمان قول و عمل اور نیت کا نام ہے اور باطن کی اصلاح ظاہری اصلاح پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جیسے جیسے باطن سنورتا جائے گا ظاہری حالت بھی بہتر ہوتی چلی جائے گی۔ اس حدیث نبوی سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ عمل کی اصلاح دل کی اصلاح سے جڑی ہوئی ہے اور عمل کا فساد دل کا فساد سے جڑا ہوا ہے۔ امام ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں:

"القوم إذا صلحت قلوبهم فلم يبقَ فيها إرادة لغير الله عز وجل صلحت جوارحهم فلم تتحرك إلا لله عز وجل، وبما فيه رضاه".[8]

---

[7] : ابن ماجہ، امام محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ (**ریاض**: دار السلام)، حدیث نمبر:88۔

Ibn e Majah, Muhammad Bin Yazeed alqazveni, Sunan, Riyadh, Dar – ul- Salam, Hadith No.88

[8] : ابن رجب، ابو الفرج عبد الرحمن الحنبلی، جامع العلوم والحکم (**دمام**: دار ابن الجوزی)، شرح الحدیث رقم:6۔

Ibn-e-Rajab, Abul faraj ,Abdur Rahman, Alhanbali, Jame Al-Uloom wal-Hikam, Dammam, Dar Ibn-al-Jouzi, Hadith No.6

جب قوم کے دل سنور جائیں اور ان میں اللہ کے ارادہ کے علاوہ کچھ باقی نہ رہے تو ان کے اعضاء بھی سنور جاتے ہیں وہ اللہ کی رضا کے علاوہ حرکت بھی نہیں کرتے۔ چناچہ اسی بات کو مزید واضح کرتے ہوئے امام ابن رجب حنبلیؒ لکھتے ہیں:

"ويلزم من صلاح حركات القلب صلاح حركات الجوارح"[9]

اور دل کی حرکات کی اصلاح سے جوارح کی اصلاح لازم آتی ہے۔

اسی انقلابی و اصلاحی غلبے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام ابن جزی ﴿والذين آمنوا أشدُّ حبًا لله﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اعلم أن محبة الله إذا تمكنت من القلب ظهرت آثارها على الجوارح من: الجدِّ في طاعته والحرص على مرضاته والتلذذ بمناجاته والرضا بقضائه والشوق إلى لقائه والأنس بذكره وخروج الدنيا من القلب ومحبة كل من يحبه الله[10].

یاد رہے کہ اللہ کی محبت جب دل میں متمکن ہوتی ہے تو اس کے آثار جوارح پر بھی نظر آتے ہیں جیسا کہ اطاعت کی کوشش کرنا، اللہ کی خوشنودی کا حریص رہنا، اس کی مناجات میں لذت محسوس کرنا، اس کی قضاء پر راضی رہنا، اور اس کی ملاقات کا شوق رکھنا، اور اس کے ذکر سے مانوس ہونا، اور دل سے دنیا کو نکالنا، اور ہر اس چیز کو محبوب رکھنا جو اللہ کو محبوب ہے۔

کیا دل ہی احکام صادر کرتا ہے اور وہی جوارح کو کنٹرول کرتا ہے تو اس ضمن میں یہ سمجھنا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا ہے" التَّقْوَى هَاهُنَا"[11] تقویٰ تو یہاں ہے تو اس سے مراد سینہ ہے دل نہیں لہذا دل کی اصلاح کے ساتھ عمل کی اصلاح کا کوئی تعلق نہیں۔ یاد رہے یہ شریعت کو سمجھنے میں غلطی اور ایک بے بنیاد بات ہے۔ کیونکہ ایمان قول و عمل اور نیت کے مجموعے کا نام ہے لہذا ظاہر کی اصلاح باطن کی اصلاح سے جڑی ہوئی ہے۔ جیسے جیسے

---

[9]: ایضاً، شرح حدیث رقم:6۔

Ibid , Hadith No.6

[10]: ابن جزی، محمد بن احمد الکلبی، تفسیر، التسہیل لعلوم التنزیل، (بیروت: دار الارقم)، 1:106۔

Ibn-e-Jizzi, Muhammad bin Ahamd Al-kalbi, Al-tasheel luloom Al-Tanzil, Beirut, Dar-ul-Arqam, 1:106

[11]: مسلم، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم، حدیث نمبر:2564۔

Sahi Muslim, Hadith No.2564

باطن کی اصلاح بڑھتی جائے گی ظاہر بھی اُتنا ہی سنورتا جائے گا۔ ہم اس نقطے کو مزید اس حدیث نبوی سے سمجھ سکتے ہیں: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ، وَأَعْمَالِكُمْ".[12]

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

دل کو راہ راست پر لانے کی تعلیم

ہدایت ظاہری کے لئے دلوں کا درست ہونا ضروری ہے اس پر فرمان باری تعالیٰ شاہد ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ﴾[13]

اور نبی اکرم ﷺ اپنی دعاؤں میں بھی اصلاح قلب کو شامل رکھتے تھے جس سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ عمل کی اصلاح کا دل کی اصلاح کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ یہ دو دعائیں نبی کریم ﷺ کا معمول تھیں: "اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ"[14]

اے میرے اللہ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔ اور نبی اکرم ﷺ نے خود بھی یہ دعا مانگی اور اپنے صحابہ کو بھی سکھائی: "اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ... قَلْبًا سَلِيمًا، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا".[15] اے اللہ میں تجھ سے قلب سلیم مانگتا ہوں اور تجھ سے سچی زبان مانگتا ہوں۔

یہ دعا بھی اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ قلب کی سلامتی اعمال کی سلامتی کے ساتھ جڑی ہوئی ہے۔ اللہ رب العزت نے سلامت دل کے اس کی بارگاہ جانے والے کی تعریف فرمائی ہے۔ اس ضمن میں ارشاد ربانی ہے:

﴿إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾ [16] مگر جو کوئی اللہ کے پاس قلب سلیم لے کر آیا۔

---

[12] : مسلم، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ ودمہ وعرضہ ومالہ، حدیث نمبر:2564۔

Sahi Muslim, Hadith No.2564

[13] : القرآن، 8:3۔

Al-Quran, 3:8

[14] : مسلم، صحیح مسلم، کتاب القدر، باب تصریف اللہ تعالی القلوب کیف شاء، حدیث نمبر:2654۔

Sahi Muslim, Hadith No.2654

[15] : الترمذي، امام ابو عیسی محمد بن عیسی، السنن (ریاض: دار السلام)، کتاب الدعوات، حدیث نمبر:3407۔

Tirmazi, Imam Abu Esa Muhammad bin Esa, Sunan, Riyadh, Dar – ul- salam, Hadith No.3407

امام رازی نے اس آیت مقدسہ میں قلب سلیم کی تین صورتیں ذکر کی ہیں:

سب سے پہلی جو زیادہ صحیح و مناسب ہے وہ یہ کہ دل کی سلامتی سے مراد اُس کا جہالت اور رذیل اخلاق سے سلامت ہونا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے کہ جسم کی صحت و سلامتی مزاج و ترکیب اور اتصال کے ساتھ منسلک ہے۔ اور اس کی بیماری ان امور میں سے کسی ایک کے زائل ہونے میں ہے۔ اسی طرح دل کی سلامتی علم اور اخلاق عالیہ جیسے لازمی امور کے حصول میں پنہاں ہے لہذا اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان اپنے رب کے پاس فاسد عقائد اور دنیوی شہوات و لذات سے خالی دل لے کر آئے اور اس سے یہ مت سمجھا جائے کہ اگر دل سلامت ہے تو وہ شخص کامیاب ہے اس کے لئے زبان اور ہاتھ کی سلامتی کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ دل مؤثر ہے اور باقی اعضاء و جوارح اس کے تابع ہیں پس اگر دل سلامت ہو گا تو باقی اعضاء لامحالہ طور پر سلامت ہوں گے۔ اور اگر زبان و اعضاء سلامت نہیں تو یہ دل کی خرابی کا سبب بنیں گے۔[17]

جیسا کہ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں عورت کے لئے ظاہری حجاب کوئی معنی نہیں رکھتا کیوں کہ پردہ تو دل کا پردہ ہے اگر واقعی اس بات کو تسلیم کر لیا جائے تو یہ امر چنداں مشکل نہیں کہ اگر دل کی نگاہ عورت کی بے حجابی سے پردہ کرے گی تو جسمانی آنکھ از خود کھک جائے گی اور اگر عورت بھی اس ضمن میں اپنے دعویٰ میں سچی ہو گی تو وہ دل کی اسلاح کی بنیاد پر ظاہری پردہ و حجاب بھی اختیار کرنے پر مجبور ہو گی کیونکہ دل اس کو اس بے راہ روی سے روک دے گا۔

امام محمد بن علی الترمذی کہتے ہیں کہ: "دل عقل اور معرفت کا محل ہے لہذا شیطان اِسی پر وار کرتا ہے اور سینہ میں حملہ آور ہوتا ہے جو کہ دل کا قلعہ ہے وہ جیسے ہی کوئی رستہ پاتا ہے اپنے لاؤلشکر کے ساتھ وہاں اُتر جاتا ہے اور وہاں پریشانیاں، غم اور لالچ و حرص کے بیج بو دیتا ہے جس سے دل بوجھل ہو جاتا ہے۔ اور اطاعت و فرمانبرداری میں

---

[16] :القرآن، 37:83-84۔

Al-Quran: 37:83-84

[17] :الرازی، امام فخر الدین محمد بن عمر، مفاتیح الغیب (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، 24:517۔

Al-Razi, Imam Fakhruddin, Muhammad bin Umar, Mafatihul Ghaib, Beirut, Darul Kutub Al-Ilmiyah, 24:517

کوئی لذت نہیں پاتا نہ ہی اسلام کی چاشنی محسوس کرتا ہے لہذا اگر دشمن کو ابتداء ہی روک دیا جائے تو امن و سکون حاصل ہو جاتا ہے اور سینے سے بوجھ اتر جاتا ہے۔ اور شرح صدر کے ساتھ ساتھ اطاعت بھی آسان ہو جاتی ہے۔[18]

امام رازی نے وسوسہ کی تحقیق کے ضمن میں بیان کیا ہے:

"دل ایک قبہ کی مانند ہے جس کے کئی دروازے ہیں ہر دروازے سے احوال اس پر امنڈتے ہیں، یا ہدف کی طرح ہے جس پر ہر جانب سے تیر برسائے جاتے ہیں، یا نصب زدہ شیشے کی مانند ہے جس پر لوگ چکر کاٹتے رہتے ہیں، اور ایک صورت کے بعد دوسری صورت دکھائی دیتی ہے، یا تالاب کی مانند ہے جس میں مختلف کھلی نہروں سے پانی داخل ہوتا ہو"۔[19] معلوم ہوا دل کی اصلاح تمام تعلیمات کا مدعا و مقصود ہیں۔ اگر تعلیم دی جاتی رہے لیکن اصلاح احوال مقصد نہ ہو تو تعلیم بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔

منکسر مزاجی اور قرب الٰہی

اسرائیلیات میں ایک روایت ہے کہ موسی علیہ السلام نے عرض کی اے رب کریم میں تجھے کہاں پا سکتا ہوں؟ تو اللہ رب العزت نے فرمایا: "أنا عند المنكسرة قلوبهم"[20] کہ میں ٹوٹے دلوں کے قریب ہوتا ہوں۔ لہذا جب تک دل کو تمام رذائل سے پاک کر کے اس کی توڑ پھوڑ کے ساتھ اصلاح نہ کی جائے قرب الٰہی کا تصور محال ہے۔ اسی وجہ سے دل کا عمل جوارح کے عمل سے زیادہ اہم و نفع بخش ہے۔ جیسا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس پر کئی عقلی دلائل ہیں:

پہلی دلیل: یہ کہ جب دل کو بے ہوش کر لیا جائے تو بے شک تمام اعضاء کاٹ لئے جائیں تو اس کا احساس نہیں ہوتا۔ اور جب دل افاقہ پا جائے تو دیگر اعضاء پر نازل ہونے والی ہر آفت کا احساس ہوتا ہے۔[21]

---

[18]: مفاتیح الغیب، 32:206۔

Mafateeh ul ghaib, 32: 206

[19]: ایضاً

Ibid

[20]: حلیۃ الاولیاء 2:364۔

Hilyatul awliya, 2:364

[21]: مفاتیح الغیب، 24:531۔

دوسری دلیل: یہ کہ دل جب خوش یا پریشان ہوتا ہے تو یہ اعضاء کے تغیر کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ گویا کہ آمر مطلق دل ہی ہے۔

تیسری دلیل: یہ ہے کہ عقل کا خزانہ دل ہے اور اگر دل عقل کا معدن ہے تو آمر مطلق یعنی حکم نافذ کرنے والا دل ہی ہے۔

اسلام مطلقا انہدام اور شکست وریخت کا قائل نہیں۔ لیکن اصلاح احوال کے لئے شکست ایک محبوب و پسندیدہ عمل ہے۔ تو جب کبھی استاذ یا مربی سختی سے پیش آتا اور گاہے سخت ترین سزا بھی دے دیتا ہے تو اس کا مقصود سزا یا شکست وریخت نہیں ہوتے بلکہ شخصیت سازی ہوتے ہیں۔ جو اس بنیاد پر بلا اختلاف جائز سمجھا سکتا ہے۔

استقامت عمل وایمان

ایمان کیسے دل میں جاگزیں ہوتا ہے اور انسان کی قول و فعل میں استقامت کیسے ممکن ہے۔ اس حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا يَسْتَقِيمُ إيمانُ عبدٍ حتى يَسْتَقِيمَ قلبُهُ ، ولا يَسْتَقِيمُ قلبُهُ حتى يَسْتَقِيمَ لسانُهُ" [22]

بندے کا ایمان استقامت نہیں پاتا جب تک کہ اس کا دل استقامت نہ پا جائے اور دل استقامت نہیں پاتا جب تک اس کی زبان استقامت نہ پائے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے امت کو یہ درس دیا ہے کہ دل کی اصلاح اور اسقامت کے بغیر ان کے اعمال کسی کام کے نہیں اور وہ بارگاہ الہی میں کبھی بھی قبولیت نہیں پاسکتے۔ اور دل کی اسقامت کا مطلب یہ ہے کہ وہ محبت الہی سے سرشار ہو اور اللہ کی نافرمانی اسے سراسر ناپسند ہو۔ یہ سب کچھ دل کی استقامت کے ساتھ ہی ممکن ہے اور دل اور زبان اس قدر باہمی رابطے میں ہوں کہ زبان دل کے احوال کی ترجمان بن جائے۔ امام ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں : "وإنما خضعت للسان" يعني الجوارح لأنه بريد القلب فالقلب الملك، واللسان الوزير"۔[23]

Mafatehul Ghaib , 24:531

[22] : مسند احمد، حدیث نمبر: 13071۔

Musnad Ahmad, Hadith No. 13071

[23]: ابن قیم، الفوائد، ص:58۔

جوارح زبان کے تابع ہیں کیونکہ زبان دل کاڈاکیاہے۔اور دل بادشاہ ہے جب کہ زبان وزیر ہے۔اس لئے زبان کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔چنانچہ امام ابن ابی الدنیالکھتے ہیں:

"و قد يتورع كثيرون عن الزنا، وعن شرب الخمر، وعن السرقة، وعن غيرها من الكبائر، ولا يتورعون عن آفات اللسان، لاسيما الغيبة وأخواتها، ولذلك قال السلف:"أشد الورع في اللسان"۔[24]

کیونکہ اکثرلوگ زنا،شراب نوشی،چوری وغیرہ سے توبچتے ہیں لیکن زبان کی آفات سے پرہیز نہیں کرتے خاص کرغیبت وغیرہ سے۔جب کہ سلف صالحین سب سے زیادہ زبان کی حفاظت کرتے تھے۔

حضرت عمروبن حبیب سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"خاب عبد وخسر لم يجعل الله في قلبه رحمة للبشر"

وہ شخص خائب وخاسر ہواجس کے دل میں اللہ نے انسانیت کے لئے رحمت نہیں رکھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا آپ یہ دعامانگا کرتے تھے:

"اللهم اغسل قلبي بماء الثلج والبرد ونق قلبي من الخطايا كما نقيت الثوب الأبيض من الدنس - - - "[25]

اے اللہ میرے دل کوبرف کے پانی اور ٹھنڈک سے دھواور میرے دل کوخطاؤں سے ایسے پاک فرماجیسے سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتے ہیں۔

انسانی اتحاد اور اصلاح قلب

انسانوں کے آپس میں اتحاد واتفاق کو دل کے ساتھ جوڑ دیا چنانچہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چہرہ مبارک کے ساتھ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور تین مرتبہ فرمایا:"أقيموا

Ibn-e-Qayam, Al-Fawaid , P.58

[24] :ابن ابی الدنیا،امام عبداللہ بن محمد،الورع(الکویت:الدار السلفیۃ)،ص:77۔

Ibn-e- Abi Dunya, Imam Abdullah bin Muhammad, Alwara, Alkuit, Al-Dar-Alsalfiyah, P.77

[25] : صحیح البخاري،حدیث نمبر:6377۔

Sahi Al-Bukhari, Hadith No.6377

صفوفكم، أقيموا صفوفكم، أقيموا صفوفكم" اور فرمایا "والله لتقيمن صفوفكم أو ليخالفن الله بين قلوبكم " اپنی صفوں کو درست رکھو ورنہ اللہ تمہارے دلوں میں مخالفت ڈال دے گا"۔[26]

پتہ چلا اگر دلوں کو متفق رکھنا ہے تو اپنی صفوں کو درست رکھنا ہو گا بصورت دیگر دلوں میں بھی نا اتفاقی پیدا ہو جائے گی۔ جس طرح دل کی کیفیات بدلتی ہیں اسی طرح دل پر کسی غیر مرئی طاقت کا قبضہ رہتا ہے جس کو سحابہ یا بادل کہا گیا ہے۔ جو دل کو روشن یا تاریک ہونے کا باعث بنتی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

"ما من قلب إلا وله سحابة كسحابة القمر بينا القمر مضيء إذ علت عليه سحابة فأظلم إذ تجلت عنه فأضاء، وبينا الرجل يحدث إذ علته سحابة فنسي إذ تجلت عنه فذكر" [27]

کہ ہر دل کے لئے ایک بادل ہوتا ہے جیسے چاند کے لئے بادل، کہ جب چاند روشن ہوتا ہے تو کوئی بادل اس پر چھا جاتا ہے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور جب بادل چھٹ جاتا ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"إن لله آنية من أهل الأرض، وآنية ربكم قلوب عباده الصالحين، وأحبها إليه ألينها وأرقها" [28]

بے شک زمین پر اللہ کے برتن ہیں اور تمہارے رب کے برتن صالحین کے دل ہیں اور ان دلوں میں اس کے نزدیک سب سے پسندیدہ سب سے نرم دل ہیں۔

ڈپریشن و بے چینی کا علاج

---

[26] :ابو داؤد، السنن، حدیث نمبر:662۔

Abu Dawood, Sunan, Hadith No.662

[27] :ابو نعیم، حدیث نمبر:2063۔

Abu Nuaim, Hadith No.2063

[28] :عویضہ، محمد نصر الدین محمد عویضہ، فصل الخطاب في الزهد والرقائق والآداب (بدون طبعہ)، 8:183۔

Uwaida, Muhammad Nasruddin, Faslul Khitab, 8:183

دل کی کیفیت کو کیسے مجتمع کیا جا سکتا ہے اور اطمئنان قلب کیسے نصیب ہوتا ہے اس ضمن میں تعلیم ارشاد فرمائی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من كان همه الآخرة جمع الله شمله وجعل غناه في قلبه وأتته الدنيا وهي راغمة، ومن كانت نيته الدنيا فرق الله عليه ضيعته وجعل فقره بين عينيه ولم يأته من الدنيا إلا ما كتب له"۔ [29]

جس کا مقصد آخرت ہو اللہ اس کے کام اکٹھے فرما دیتا ہے اور اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے۔ اور دنیا اس کی طرف کھنچی چلی آتی ہے۔ اور جس کی نیت دنیا ہوتی ہے اللہ اس کے کام بکھیر دیتا ہے اور فقر اس کی آنکھوں کے سامنے لا کھڑا کرتا ہے اور دنیا اس کی طرف اتنی ہی آتیہے جتنی مقدر ہوتی ہے۔

آج ہر دوسرا فرد بے چینی اور ڈپریشن جیسی جان لیوا بیماریوں کی شکایت کرتا ہے لیکن ان کے علاج کے لئے صحیح رستہ اختیار نہیں کرتا جس وجہ سے ان میں مزید گھر تا جاتا ہے اگر وہ نبوی تعلیم کے مطابق اپنے مقاصد کی اسلاح کر لے تو یقیناً اس چینی کی کیفیت سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا پا لے۔

تکبر اور اصلاح قلب

دل کو بیمار کرنے والے کئی اسباب اور روحانی جراثیم بدن انسانی میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ جن میں سے تکبر ایک شدید قسم کا وائرس ہے جو دل کو تباہ کر کے انسان کی شخصیت کو مجروح کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال حبة من خردل من كبر"

وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا۔ [30]

حضرت ابن عباس سے نبی اکرم ﷺ کی ایک طویل دعا روایت ہے جس میں آپ ﷺ فرماتے تھے:

"رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَاغْسِلْ حَوْبَتِي، وَأَجِبْ دَعْوَتِي، وَثَبِّتْ حُجَّتِي، وَاهْدِ قَلْبِي، وَسَدِّدْ لِسَانِي، وَاسْلُلْ سَخِيمَةَ قَلْبِي "

---

[29]: ترمذی، الجامع، حدیث نمبر:2465۔

Tirmazi, Al-jame, Hadith No.2465

[30]: مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر:91۔

Sahi Muslim Hadith No. 91

اے میرے رب میری توبہ قبول فرما، میرے گناہ دھو دے، میری دعا قبول فرما، میری دلیل مضبوط کر، میرے دل کو سیدھی راہ دکھا، میری زبان کو درست کر اور میرے دل سے میل کچیل نکال دے۔[31]

قساوت قلبی کا علاج

حضرت ابو درداء رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور قساوت قلبی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أتحب أن يلين قلبك؟" تو اس نے کہا جی یا رسول اللہ۔ تو آپ نے فرمایا:"ارحم اليتيم وامسح رأسه وأطعمه من طعامك، فإن ذلك يلين قلبك أو يلين قلبك وتقدر على حاجتك" یتیم پر رحم کرو اور اس کے سر پر ہاتھ رکھو اور اپنے کھانے میں سے اسے کھانا کھلاؤ یہ چیز تمہارے دل کو نرم کرے گی اور تیری ضرورت کو پورا کرے گی۔[32]

حضرت ابو درداء رضي الله عنه سے روایت ہے کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم کثرت مال کو غنی سمجھتے ہو؟ اور کیا قلت مال کو فقر سمجھتے ہو تو آپ نے عرض کی جی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا:"إنما الغنى غنى القلب، والفقر فقر القلب" .[33]

ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"البر ما سكنت إليه النفس، واطمأن إليه القلب، والإثم ما لم تسكن إليه النفس، ولم يطمئن إليه القلب، وإن أفتاك المفتون."

ایک صحابی حاضر خدمت ہوئے اور تعوذ کی تعلیم کے لئے عرض کیا تو آپ نے جو دعا تعلیم فرمائی اس کے الفاظ یہ ہیں:"قل اللهم إني أعوذ بك من شر سمعي، ومن شر بصري ومن شر لساني، ومن شر قلبي ومن شر منيي"

---

[31] :ابو داؤد، سنن ابی داؤود، حدیث نمبر:4297۔

Abu Dawood, Al-sunan, Hadith No. 4297

[32] : أبو داؤد، السنن، حدیث نمبر:641۔

Abu Dawood, Al-sunan, Hadith No. 641

[33] :الحاکم، المستدرک، حدیث نمبر:3293۔

Al-Mustadrak, Hadith No.3293

اس دعا میں بھی دل کے شر سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے

حضرت عیاض المجاشعی سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں وہ باتیں سکھاؤں جن سے تم ناواقف ہو۔ اور اس میں ہے:

"أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ : ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ، وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ، وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ).[34]

اہل جنت تین ہیں عدل کرنے اور صدقہ کرنے والا صاحب توفیق بادشاہ، اور رحم کرنے والا نرم دل آدمی، اور اہل عیال والا پاکدامن، پاکدامنی کا خواہاں شخص۔

اور دل کی نرمی تلاوت قرآن، قیام اللیل، صدقہ لوگوں پر رحم، موت کی یاد، صدقہ، اور آخرت کی فکر، اور مسکین لوگوں کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے۔

دلوں کا پھرنا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے فرماتے سنا:

"إِنَّ قُلُوبَ بَنِي آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ، يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ" پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا ارشاد فرمائی :اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ، صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ"[35]

انسان کو ہر لحظہ دل کی ثابت قدمی کے لئے دعا کرتے رہنا چاہیے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ ایک اعرابی بارگاہ رسالت میں حاضر اور عرض کی:

"تُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ، فَمَا نُقَبِّلُهُمْ ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَوَ أَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ ".[36]

---

[34] :مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۸۶۵۔

Sahi Muslim Hadith No. 2865

[35] :مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۶۵۴۔

Sahi Muslim Hadith No. 2654

[36] :بخاری، حدیث نمبر:5998۔

Sahi Al-Bukhari, Hatih No.5998

کہ تم بچوں کو چومتے ہو ہم تو نہیں چومتے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تمہارے دل سے رحمت نکال دے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

بڑے اور اہم اعمال کا تعلق ہدایت ربانی کے ساتھ ہے جب تک اس کی ہدایت تو توفیق رہنمائی نہ کرے انسان کے ہاتھوں اہم کام سر انجام نہیں پاتے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن میں بطور قاضی روانہ فرمایا تو آپ نے اپنی بے بضاعتی اور کم سنی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:" إِنَّ اللَّهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ، وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ" تو سیدنا علی فرماتے ہیں اس کے بعد جب تک میں قاضی رہا مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی تردد یا شک نہیں ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ رائے کی اصابت بھی دل کی اصابت سے جڑی ہوئی ہے۔[37]

جب تک کسی کام میں دل جمعی رہے وہ سر انجام دیا جائے اور جب دل اٹھ جائے اس کو ترک کر دیا جائے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم دی ہے۔ حضرت جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اقْرَءُوا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوبُكُمْ، فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ " [38]

کہ تم قرآن کی تلاوت اس وقت تک کرو جب تک تمہارے دل اس سے الفت کریں اور جب دل اُٹھ جائے تو تلاوت بند کر دو۔

پتہ چلا جب تک کسی کام میں دل لگا رہے وہ کام کرنا چاہیے اور جب دل اُٹھ جائے تو وہ کام بند کر دینا چاہیے یا وقفہ کر لینا چاہیے چاہے وہ تلاوت قرآن ہی کیوں نہ ہو۔ دل کو ہمارے روزمرہ معمولات اور اعمال و افعال کی ادائیگی میں اتنا گہرا عمل دخل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس نقطہ کو واضح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا"

"إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ"[39]

اللہ تمہاری صورتوں اور مال (کی کثرت) کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

---

[37] :ابو داؤد، امام سلیمان بن اشعث، السنن (ریاض: دارالسلام)، حدیث نمبر:5382۔

Abu Dawood, Imam Sulaiman bin Ashas, Al-sunan, Riyad, Dar-ul-Salam, Hadith No.5382

[38] : صحیح بخاری، حدیث نمبر:5060۔

Sahi al-Bukhari, Hadith No.5060

[39] : صحیح مسلم، حدیث نمبر 2564۔

Sahi Muslim Hadith No.2564

شجاعت و بہادری اور اقوام عالم پر سیادت کو خواب دل کی پاکیزگی کے ساتھ جڑا ہوا ہے اگر دل کمزوری دکھائے گا تو سیادت امم کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکے گا ایک طویل حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کی کمزوری اور مغلوب ہونے کا ذکر فرمایا اور سائل کی طرف سے اس کمزوری کا سبب دریافت کرنے پر ارشاد فرمایا:

"وَلَيَنْزِعَنَّ اللَّهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَلَيَقْذِفَنَّ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ " فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْوَهْنُ ؟ قَالَ:"حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ".[40]

کہ اللہ دشمن کے دل سے تمہارا رعب نکال لے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری (بزدلی) ڈال دے گا۔ تو سائل نے عرض کی یارسول اللہ "وھن" کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ یعنی مال کمانے کی محبت اور جہاد سے نفرت۔

معرفت والے دل

نبی کریم ﷺ اس ضمن میں رہنمائی فرمائی ہے:

' إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تَعْرِفُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ، وأبشاركم وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ، فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ عَنِّي تُنْكِرُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَنْفِرُ أَشْعَارُكُمْ، وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيدٌ، فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ " [41].

جب تم میری کوئی حدیث سنو جس کو تمہارے دل جانتے ہوں، اور تمہارے شعور جلدیں اس کے لئے نرم ہو جائیں اور تم سمجھو کہ وہ تمہارے قریب ہے تو میں اس میں تمہارے سب سے زیادہ قریب ہوں اور جب کوئی حدیث میرے بارے میں سنو اور تمہارے دل اس کا انکار کر دیں اور تمہارے شعور اور جسم اس کا انکار کر دیں اور تم سمجھو کہ وہ سے دور ہے تو میں اس بارے میں تم سے سب سے زیادہ دور ہوں۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھی اور بری بات کی پہچان بھی دل کے ذریعے ہی ہوتی ہے اگر درست بات ہو گی تو دل اس کو قبول کرے گا اور اگر ناحق اور ناپسندیدہ بات ہو گی تو دل انکار کر دے گا۔

---

[40] : سنن ابو داؤد، حدیث نمبر:4297۔

Sunan Abu Dawood, Hadith No.4297

[41] : احمد، المسند، حدیث نمبر:16058۔

Musnad Ahmad, Hadith No. 16058

دل میں تجدید ایمان کا حکم

ان تمام نزاکتوں کے پیش نظر نبی اکرم ﷺ نے دل کی ثابت قدمی کے لئے خود بھی ہمیشہ دعا فرمائی اور امت کو بھی اس کی تعلیم دی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إنَّ الإيمانَ ليخلَقُ-أي يبلى في جوفِ أحدِكم كما يخلَقُ الثَّوبُ، فسَلُوا اللهَ تعالى أن يُجدِّدَ الإيمانَ في قلوبِكم". [42]

ایمان بھی تمہارے پیٹ (دل) میں پرانا (بوسیدہ) ہوتا ہے جس طرح کپڑا بوسیدہ ہوتا ہے لہذا اللہ سے دعا مانگتے رہو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کی تجدید فرمائے۔

نبی کریم ﷺ نے بے راہ روی سے بچانے کے لئے لوگوں کو گناہ کی شناعت سے اگاہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

" إنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ، كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، فَإِنْ زَادَ زَادَتْ". [43]

مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرلیتا ہے گناہ چھوڑ دیتا ہے استغفار کرلیتا ہے تو اس کا وہ سیاہ نکتہ صاف ہو جاتا ہے اور اور گناہ کرتا رہتا ہے تو یہ نکتہ بڑھتا رہتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کی تعریف بایں الفاظ فرمائی:" نِعْمَ الْقَوْمُ الْأَزْدُ، طَيِّبَةٌ أَفْوَاهُهُمْ، بَرَّةٌ أَيْمَانُهُمْ، نَقِيَّةٌ قُلُوبُهُمْ " . [44]

اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے قبیلہ ازد کی تعریف میں ان کے دلوں کی نفاست و پاکیزگی کا ذکر فرمایا۔ معلوم ہوا جو پاکیزہ دل رکھتے ہیں دراصل وہی ناموری بھی حاصل کرتے ہیں۔

---

[42] : الحاکم، امام محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، حدیث نمبر:۵۔

Al-Hakim, Imam Muhammad Bin Abdullah, Al-Mustadrak, Beirut,Dar-ul-Kutub Al-Ilmiyah, Hadith No.5

[43] : سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر:4244۔

Sunan Ibn e Majah, Hadith No.4244

[44] : احمد بن حنبل، المسند، حدیث نمبر:8615۔

Musnad Ahmad, Hadith No.8615

دل گناہ سے آگاہ کرتا ہے:

حضرت نواس بن سمعان انصاری سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے:

"الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حاك في صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ".[45]

نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے سینے میں کھٹکے اور تمہیں یہ بات ناپسند ہو کہ لوگ اس پر آگاہ ہوں۔

اس کی وضاحت میں امام نووی فرماتے ہیں:

"ومعنى أي: تحرك فيه وتردد، ولم ينشرح له الصدر، وحصل في القلب منه الشك، وخوف كونه ذنب "

"یعنی دل اس میں متردد رہتا ہے اور شرح صدر حاصل نہیں ہوتی اور اس کام کے بارے دل میں شک رہتا ہے۔ اور اسکے گناہ ہونے کا خوف دامن گیر رہتا ہے۔

دل شیطان کے حملے کی زد میں رہتا ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے" إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّي خَشِيتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوبِكُمَا شَيْئًا " [46] بے شک شیطان انسان کے خون کے ساتھ ساتھ پہنچتا ہے مجھے خدشہ ہے کہ وہ تمہارے دلوں میں کچھ ڈال نہ دے"۔

جب اس حد تک شیطانی خطرات سے آگاہ فرمادیا تو یہ بات کسی صورت نہیں بھلانی چاہیے کہ شیطان کسی لمحے بھی انسان کو گمراہ کر سکتا ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ انسان شیطان سے بچنے کا ہر طریقہ اختیار کرے چاہے علم ہو یا اوراد و اذکار۔

دل کی نرمی انسان کی کامیابی کی ضمانت:

سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

---

[45]: صحیح مسلم، حدیث نمبر:2553۔

Sahi Muslim Hadith No. 2553

[46]: صحیح مسلم، حدیث نمبر:۲۱۷۵ ۔

Sahi Muslim Hadith No.2175

" يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ ".[47]

کچھ اقوام جنت میں داخل ہوں گی جن کے دل پرندوں کی طرح (نرم) ہوں گے۔

کیونکہ پرندے تمام حیوانات کے اندر سب سے زیادہ نرم دل اور جلدی ڈر جانے والے ہوتے ہیں جیسا کہ علماء اللہ سے ڈر جاتے ہیں۔ اس ضمن میں عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه نے نبی کریم ﷺ کا فرمان روایت کیا ہے:

" ثَلَاثٌ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ : إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَمُنَاصَحَةُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَلُزُومُ جَمَاعَتِهِمْ، فَإِنَّ الدَّعْوَةَ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ " [48]

تین کاموں میں مومن کا دل ملاوٹ نہیں کرتا: عمل کے اخلاص میں، پیشواؤں کو نصیحت کرنے میں، اور ایمان والوں کی جماعت کو اختیار کرنے میں۔ یہ حدیث پاک سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے کہ دل ہی اصل اور بنیاد ہے جو بھلائی کا سبب بنتا ہے اور اگر یہ کج روی اختیار کر گیا تو سمجھ لو کہ تمام امور، تمام اعمال اکارت چلے جائیں گے۔

دل کی موت

دل اعضائے انسانی میں تخلیق کے لحاظ سے سب سے پہلے تخلیق پاتا ہے اور موت کے لحاظ سے سب اعضاء سے آخر میں مرتا ہے۔ چنانچہ امام رازی لکھتے ہیں:

" أَنَّ الْقَلْبَ أَوَّلُ الْأَعْضَاءِ تَكَوُّنًا، وَآخِرُهَا مَوْتًا"۔ [49]

دل بناوٹ کے اعتبار سے تمام اعضاء میں سب سے پہلے بنا اور سب سے آخر میں مرے گا۔

یعنی انسان جب ہر طرح سے دل کے ساتھ ظلم و زیادتی کر چکا ہوتا ہے تو دل موت کے حوالے ہوتا ہے ورنہ دل آخر تک اس کی زندگی کا ساتھ نبھاتا ہے۔ درج ذیل احادیث میں یہ امر اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

---

[47] : صحیح مسلم، حدیث نمبر:2840۔

Sahi Muslim, Hadith No.2840

[48] : الترمذي، سنن ترمذی، حدیث نمبر:۲۶۵۸۔

Sunan Tirmazi, Hadith No, 2658

[49] : مفاتیح الغیب، 24:531۔

Mafatihul AGhaib, 24:531

"تُعْرَضُ الْفِتَنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُودًا عُودًا، فَأَيُّ قَلْبٍ أُشْرِبَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ، وَأَيُّ قَلْبٍ أَنْكَرَهَا نُكِتَ فِيهِ نُكْتَةٌ بَيْضَاءُ حَتَّى تَصِيرَ عَلَى قَلْبَيْنِ، عَلَى أَبْيَضَ مِثْلِ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ، وَالْآخَرُ أَسْوَدَ مُرْبَادًّا كَالْكُوزِ مُجَخِياً لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا، إِلَّا مَا أُشْرِبَ مِنْ هَوَاهُ).[50]

دلوں پر فتنے چٹائی کی طرح پیش ہوں گے۔ تہہ در تہہ، جو ان فتنوں کا عادی ہو گیا اس کے دل میں سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے اور جو ان سے دامن بچائے اس کے دل میں سفید نکتہ لگ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دل دو طرح کے ہو جاتے ہیں۔ صاف ستھرا دل جسے کوئی فتنہ متاثر نہ کر سکے۔ جب تک زمین و آسمان ہیں۔ اور دوسرا کوزہ کی طرح نہ نیکی کو جانتا ہو نہ ہی برائی کا انکار کرتا ہو بس جو کچھ اس کی خواہش میں آئے وہ کرے۔

لہذا جو انسان فتنوں سے آگاہ رہتا ہے وہ ان سے بچ بھی جاتا ہے لیکن جو ان امور کی پرواہ نہیں کرتا وہ اتباع نفس کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ جاتا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لا تكثروا الضحك، فإن كثرة الضحك تميت القلب" [51]

زیادہ مت ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار دیتا ہے۔ صرف ایک ہنسنا ہی نہیں بلکہ دل کی موت کے سبب بننے والے تمام اعمال کو ترک کرنا لازم ہے۔ جیسا ہم نے اس بحث کے دوران یہ جاننے کی کوشش کی کہ وہ کون سے امور ہیں جن سے دل جلاء پاتے، یا دلوں کی کیفیات کیا ہیں، دل کی حقیقیت کیا ہے اس کی جسم انسانی کے اندر کیا قدر و قیمت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان تمام امور کو واضح فرما دیا۔ انسان اگر ان امور کو سیرت رسول اکرم ﷺ کے مطابق اختیار کرے تو نجات کا رستہ ڈھونڈنے میں چنداں مشکل پیش نہ آئے۔ اور یہ کہ تعلیم کا اصل مقصد دلوں کی اصلاح ہے اگر تعلیم میں اس امر کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے تو تعلیم بے مقصد ہے۔

نتائج بحث:

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات ہی دراصل انسانی فلاح اور حقیقی ترقی کی ضامن ہیں۔ شخصی تبدیلی ہو یا معاشرتی انقلاب ہر دو صورتوں میں سیرت نبوی کو مشعل راہ بنائے بغیر تمام دعوے بے سود ہیں۔

---

[50] :مسلم، صحیح مسلم، حدیث نمبر ۱۴۴۔

Muslim, Sahi Muslim Hadith No. 144

[51] :ترمذی، حدیث نمبر:2305۔

Tirmazi, Hadith No.2305

1. دل جسم انسانی میں بادشاہ اور رئیس کی حیثیت رکھتا ہے جو فیصلہ یہ سنائے گا جو حکم یہ دے گا وہی پورے جسم پر نافذ ہو گا۔
2. دل جسم انسانی کے اندر وہ بنیادی کردار ادا کرتا ہے جس سے تمام جسم انسانی کے اور روح کے سنورنے اور اعلی اخلاق کے حصول کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔
3. دل ہمیشہ ایک حالت پر نہیں رہتا اس کے احوال بدلتے رہتے ہیں لہذا انسان کو ان انقلابات وواردات سے آگاہ رہنا چاہیے تاکہ وہ شیطانی حملوں اور وساوس سے بچ سکے۔
4. دلوں کے لئے مختلف نوعیت کے حجابات ہوتے ہیں ان سے آگہی حاصل کرنا از بس ضروری ہے تاکہ ان سے بچا جاسکے۔ کیونکہ یہی حجابات انسان کی گمراہی یا ناکامی کا سبب بن سکتے ہیں۔